بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا"

(القرآن)



فرقہ واریت اور تقلید

لفظ تقلید نوع انسانی کیلئے قرآن وسنت میں قطعاً مستعمل نہیں ہوا

از قلم

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد اسمٰعیل آسد

صدر المدرسین دار الحدیث محمدیہ حافظ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا" (القرآن)

فرقہ واریت اور تقلید

لفظ تقلید نوعِ انسانی کیلئے قرآن و سُنّت میں قطعاً مُستعمل نہیں ہوا

از قلم

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد اسمٰعیل اسد

صدر المدرسین دار الحدیث محمدیہ حافظ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرقہ واریت اور تقلید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ!

کائنات ہست وبود میں اسلام ہی ایک ایسا عمدہ اور مکمل ضابطہ حیات ہے جس نے انسان کو انسانیت کا درس دیا اور "لَا فَضِیْلَۃَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَّلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ" (الحدیث) کہہ کر امن وسلامتی کی بے مثال بنیاد فراہم فرما دی۔ اور عرب وعجم، رنگ ونسل کے تمام تر امتیازات کو یکسر ختم کر دیا۔ علاقائی نسبت اور سلسلہ ہائے شعوب وقبائل اور قومیت کو باہمی تعارف اور جان پہچان سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں دی، عزوشرف اور عظمت وفضیلت کو صرف ایمان وتقویٰ سے وابستہ فرمایا۔

اللہ عزوجل نے بنی آدم کو صراطِ مستقیم پر لانے، اخلاقی اقدار کی تکمیل وتزکیہ نفس اور کامل تطہیر کے لیے انبیاء ورسل بھیجے تا آنکہ ہمارے لیے سلسلہ نبوت کی آخری کڑی اور قصرِ رسالت کی آخری اینٹ تاجدارِ ختم نبوت امام الہدیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث

فرمایا۔ اور ان پر نازل کردہ دستور العمل اور ضابطہ زندگی کو ہمیشہ کے لیے نافذ العمل قرار دیا۔ اور بابِ نبوت کو قیامت تک کے لیے مقفّل کر دیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت طیبہ ایسے دور میں ہوئی جس وقت بشر انسانیت سے عاری اور مذہبی لحاظ سے ظلمت کدہ تقلید کے اندھیاروں میں الجھا ہوا تھا۔ اور اس اندھیر نگری کو ہی راہِ صدق وصواب سمجھتا تھا۔ اندریں حالات محسنِ انسانیت، امام اعظم سید البشر حضرت محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ وحدہ لاشریک کے تعارف کے ساتھ ساتھ شرک کی نجاست اور تقلیدی خباثت اور پراگندگی کے خاتمہ کے لیے بھر پور جد وجہد کا آغاز فرمایا اور شمع توحید ورسالت سے کائنات کی بے نور فضاؤں کو نورِ بصیرت اور نورِ حرّیت فکر سے نوازا۔ اور بنی نوع انسان کو وحدتِ ملّی کی سلک میں منسلک کرنے کے لیے خطِ استواء (صراطِ مستقیم) کی طرف کمال راہنمائی کرتے ہوئے اس کی صحیح فکر عطا فرمائی، چنانچہ خطیب الدنیا، خطیب اعظم حضرت محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے موقع پر فصل الخطاب کے یہ جملے "اِنَّ اِلٰهَكُمْ وَاحِدٌ وَّنَبِيَّكُمْ وَاحِدٌ وَّكِتَابَكُمْ وَاحِدٌ وَّاَبَاكُمْ وَاحِدٌ" (الحدیث) اس حقیقت کی کشّافی کے لیے کافی

ہیں۔ تمھارا معبود ایک ہے، تمھارا نبی ایک ہے، تمھاری کتاب ایک ہے اور تمھارا باپ ایک ہے۔

ذرا غور فرمائیے اگر اپنے باپ کے ساتھ دوسرے باپ کا تصور نہیں ہوسکتا تو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی اور معبود و مسجود اور ہادئ برحق پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے بالمقابل کوئی اور مطاع کیسے ہوسکتا ہے۔ آپ کا یہ فرمانِ اقدس اتفاق واتحاد اور وحدتِ امہ کے لیے بہترین بنیاد ہے۔

اور اس کے برعکس انتشار واختلاف، تشتّت وافتراق اور فرقہ واریت کو فروغ دینے والی کوئی چیز ہے تو وہ تقلید ہے۔ "اِنْ کَانَ لِلضَّلَالِ اُمٌّ فَالتَّقْلِیْدُ اُمُّہٗ".

آغازِ نبوت سے تکمیل دین تک اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے نوعِ انسانی کے لیے یہ (تقلید) ناکارہ لفظ قرآن وسنت میں کہیں ذکر نہیں کیا۔

اور بنظرِ غائر مطالعہ سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ عزوجل کا ارشادِ گرامی: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ اور ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا﴾ سے ﴿عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ تک کی توضیح وتبیین اور تشریح وتفسیر کے لیے مذکورہ

حدیث قول فیصل اور حرفِ آخر ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت نے بندگانِ خدا کے لیے اللہ جل شانہ سے دوستی اور شناسائی کے دروازے وا کر دیے، نیز اشجار واحجار، مزاروں درباروں اور جن وانس کے لاتعداد خداؤں کی غلامی سے آزادی عطا فرمائی، جھوٹے داتاؤں، غوث اور قطب کی چوکھٹ سے اٹھایا اور اُن کی جبینِ نیاز کو صرف ایک اللہ کے سامنے جھکایا، پھر آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے اثرات کو چشمِ فلک نے بایں انداز بھی دیکھا کہ محمد عربی ﷺ کا تربیت یافتہ یہ غلام کس عزیمت کے ساتھ اُس عظیم القدر پتھر سے (جسے حجر اسود کہتے ہیں جو خطا کاروں کے ذنوب وآثام کو جذب کرنے پر مامور ہے) بایں الفاظ مخاطب ہے:

إِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

تو بلا شبہ پتھر ہے کسی کے نفع ونقصان کا مالک نہیں، اگر میں نے اپنے (آقا ومرشد) رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔

مگر وائے ہے اُن لوگوں کے لیے جو اپنے خود ساختہ آقاؤں

اور پیشواؤں کی رضا جوئی کے لیے پیغمبر رحمت ﷺ کی احادیث صحیحہ اور سنن پاکیزہ کو رد کر دیتے ہیں جب کہ اُس پیغمبر کی اطاعت ہدایت ہے:

اِنْ تُطِیْعُوْہُ تَہْتَدُوْا. اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔

اور اس کے فرمان کا انکار کفر ہے:

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ. کہہ دیجیے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پس اگر تم پھر جاؤ تو [illegible] فروں کو دوست نہیں رکھتا۔

اور اس کی نافرمانی گمراہی ہے:

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِیْنًا. اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا تو وہ کھلی گمراہی میں گمراہ ہو گیا۔

[illegible] باایں ہمہ یہ لوگ اپنے خانہ ساز ''مسالک'' کے افکار ونظریات کی تائید ونصرت میں احادیث پیغمبر [illegible] وتغییر سے گریز نہیں کرتے۔

عشرین لیلة کو عشرین رکعة کر دیتے ہیں۔ ع

تفو بر تو اے چرخِ گردان تفو

کیا انھیں رسولِ کریم ﷺ کا یہ فرمانِ عظیم یاد نہیں؟

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے۔

اور کیا "يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهِ" کے مطابق یہ "تحریف" یہودیانہ طرزِ عمل نہیں؟ العیاذ باللہ پھر قرآن وسنت سے ادنیٰ ممارست رکھنے والا باشعور طبقہ یہ سمجھنے میں یقیناً حق بجانب ہو گا کہ امر تشکیک وتحریف یہود ونصاریٰ اور مقلدین میں قدر مشترک کی حیثیت رکھتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اہل کتاب اسلام کے کھلے دشمن ہیں جب کہ ان لوگوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کہہ کر تقلیدی چور دروازے سے آنحضرت ﷺ سے بغاوت کی راہ اختیار کی ہے۔ ؎

زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
قلب ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

فتنہ انکار حدیث کا آغاز اور اس کے اسباب

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قرآنِ حکیم کی عملی صورت اور تشریح وتفسیر سرورِ رسولان امام اعظم حضرت محمد اکرم ﷺ کا چہرہ نور، آپ کے وجود مسعود، آپ کی سیرت طیبہ اور آپ کے اقوال وافعال (ذخیرۂ احادیث وسنن) کی صورت میں محفوظ ومصنون ہیں اور اس حقیقت سے بھی مفر نہیں کہ آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ (احادیث) کی حفاظت ہی قرآنِ حکیم کے زندہ جاوید ہونے کی دلیل صادق اور واضح علامت ہے۔

حَدِيْثُ حِبِّیْ اَحْلٰی مِنَ الضَّرْبِ
يَزِيْدُ وَاللّٰهِ مِنْ تَكْرَارِهٖ طَرْبِی

❀ الضرب يقال للعسل الابيض الغليظ.

”میرے محبوب کی بات میرے لیے عمدہ شہد سے بھی میٹھی ہے۔اللہ کی قسم اس کے بار بار دہرانے سے میرا شوق اور بڑھ جاتا ہے۔“

آمدم برسر مطلب:

یہود ونصاریٰ، مشرکین اور دیگر دشمنانِ اسلام کی ہمیشہ سے یہ

سوچ رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اسلام (قرآنی تعلیمات) صفحۂ دہر سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جائے، اور اس بدترین پروگرام کی تکمیل کے لیے صرف اس امر کو بنیاد ٹھہرایا کہ آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ (ذخیرہ احادیث) کو دھندلا دیا جائے تو یہ منحوس خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے، نتیجۃً قرآنی تعلیمات ناپید ہو جائیں گی، العیاذ باللہ۔ چنانچہ فتنہ انکارِ سنت کی راہیں ہموار ہونے لگیں۔

ادھر ارسطو اور اس کے ہم خیال فلسفیوں کے نجس اور مردود فلسفہ نے تنزیہی، تعطیلی اور تجریدی افکار کے لیے مہمیز کا کام کیا، چنانچہ اس قسم کے مطرود ونامسعود فلسفیانہ مباحث نے کئی فرقوں کو جنم دیا۔ صفاتِ باری تعالیٰ کے منکرین معرض وجود میں آئے۔

- جہم بن صفوان سے فرقہ جہمیہ کا آغاز ہوا، جہم بن صفوان وہ شخص ہے جس کا سلسلۂ نسب روحانی اور معنوی طور پر لبید بن اعصم یہودی سے جا ملتا ہے، جس نے اسلام دشمنی میں رسول اکرم ﷺ پر خطرناک جادو کیا تھا۔
- اور واصل بن عطاء نے اعتزال کی بنیاد رکھی، ایمان وعمل کی بحث میں مرتکبِ کبیرہ کی تکفیر اور عدم تکفیر کا مسئلہ فرقہ مرجیہ اور وعیدیہ میں باعث نزاع چلا آ رہا تھا اور یہ مسئلہ حضرت حسن

بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔

پیشتر اس کے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کچھ جواب دیتے واصل نے بولنا شروع کر دیا، چنانچہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب کو شریعت کے خلاف سمجھتے ہوئے اس سے اختلاف کیا تو وہ ناراض ہو کر حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس سے اٹھا اور اپنے ہم نواؤں کو لے کر مسجد کے دوسرے کونے میں جا بیٹھا۔ اس پر حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اِعْتَزَلَ عَنَّا'' یہ رہی فرقہ معتزلہ کی بنیاد۔

نوٹ: صفاتِ باری تعالیٰ کے انکار میں جہمیہ اور معتزلہ اور دیگر کئی فرقے ارسطو کے خیالات سے ہم آہنگی رکھتے ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے اس فکر کے ساتھ ساتھ ''ارجاء'' کی راہ اختیار کی اور مرجیہ کہلائے۔

ف: ارجاء یعنی ایمان سے عمل کو مؤخر سمجھا۔

پھر تقدیر کے منکر قدریہ کہلائے۔ مرجیہ اور قدریہ کے بارہ میں فرمانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں دو قسم

وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَیْسَ لَهُمَا فِیْ الْاِسْلَامِ نَصِیْبٌ الْمُرْجِیَۃُ وَالْقَدْرِیَۃُ۔

کے ایسے لوگ ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ ① مرجیہ ② قدریہ۔ ترمذی۔

ترمذی.

لائقِ صد تحسین ہیں وہ نفوسِ قدسیہ (اصحاب الحدیث) جنھوں نے کسی بھی حدیث کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

چشمِ فلک نے مشاہدہ کیا ہے کہ ایک حدیث کی حفاظت کے جرم میں منہ کالا کیا گیا، داڑھی مونڈھ دی گئی پھر بھی دامنِ حدیث سے وابستہ رہے، چنانچہ طلاق المکرہ لیس بشی کے تحت جبری طلاق کے جواز کا فتویٰ نہ دیا، یہ ہیں امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ۔

اک کشش ہے جو لیے جاتی ہے ویرانے میں
رہ پُر خار سمجھتا ہوں مگر جاتا ہوں

اور پھر کسی نے خَلق قرآن کے مسئلہ پر کوڑے کھائے لہولہان ہوئے اور کہا: ''اِیْتُوْنِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ اَوْ بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' یہ تھے امام اہل سنت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

خلیفہ مامون کا نیا حکم:

مسئلہ خلقِ قرآن کا انکار کرنے والے تمام محدثین کو بشمول امام

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پابہ زنجیر میرے پاس شام بھیج دو، یہ قصہ ختم کرنے کے لیے ان تمام کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اس کے حکم کے مطابق محدثین کا یہ قافلہ پابہ جولان شام روانہ کر دیا گیا، شمع رسالت کے یہ پروانے ابھی راستہ میں تھے کہ مامون مر گیا۔

وَلِلّٰهِ دَرُّ الْقَآئِلِ۔

اَفروختن وسوختن وجامعہ دریدن

پروانہ زمن شمع زِمن وگل زمن آموخت

منکرین سنت کے دو گروہ:

یہ امر تو اظہر من الشمس ہے کہ بارہ صدیوں تک کلی طور پر انکارِ حدیث کا فتنہ نہ تھا البتہ جزوی انکار کا مرض پرانا چلا آ رہا تھا، فتنہ انکار سنت کے باب میں دو گروہ سامنے آتے ہیں: (1) ایک گروہ نے حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ کہہ کر حدیث کو کلی طور پر ٹھکرا دیا۔ (2) دوسرے گروہ نے ظن کی آڑ میں حدیث سے روگردانی کی اور اس کی حجیت کا منکر ہوا۔

پہلے گروہ میں غلام احمد قادیانی، عبداللہ چکڑالوی، مستری محمد رمضان گوجرانوالہ، خواجہ احمد دین امرتسری، ودیگر ان کے ہم نوا

ملتانی و گجرانی وغیرہ۔

نیز حافظ اسلم جیراجپوری اور اس کے فیض یافتہ پرویز یہ سب ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں، منکرین حدیث کا یہ بے ادب اور بے شعور ٹولہ محدثین کو بے عقل اور بے وقوف کہتا ہے جب کہ یہ لوگ خود جاہل ہیں۔

پھر ظلمت کدہ جہالت وضلالت میں مقید ومحصور یہ طائفہ مذمومہ ومدحورہ احادیث پیغمبر ﷺ کو بے جا ہدفِ جرح بناتے ہیں اور آپ کے ارشاداتِ عالیہ اور اخلاق حسنہ کو (سنن الھدیٰ) اور "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ" کے بمصداق مدلل توضیحات تشریحات قرآنیہ (احادیث) کا بڑی ڈھٹائی سے انکار کر دیتے ہیں، جب کہ یہ واضح طور پر انکارِ رسالت ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے یہ بدنصیب ٹولہ لفظ رسول اللہ کے مفہوم سے ناواقف ہے کیونکہ اس مقدس لفظ کے مطالب ومعانی کو بنظرِ عمیق دیکھنے اور سمجھنے والا کبھی انکار سنت کی جسارت نہیں کر سکتا۔

برصغیر میں انکار حدیث کی اساس و بنیاد

بنظرِ غائر مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ برصغیر میں اولاً سرسید نے حدیث پیغمبر ﷺ کا استخفاف اور اس کی تضحیک کا بیڑا اٹھایا، اور پھر حق و باطل اور صدق و کذب کو پرکھنے کے لیے اپنی فکر نارسا کو معیار قرار دے کر امت مسلمہ کو بدترین فتنوں کی آگ میں جھونک دیا، چنانچہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ ولادت باسعادت اور روح مع الجسد معراج النبی ﷺ و دیگر خوارق (معجزات) کو عقل کے خلاف سمجھتے ہوئے انکار کر دیا۔

سرسید نے جہاں مسلمانوں کو انگلش دانی کا تحفہ دیا ہے وہاں انھیں مقدس فکرِ رسول ﷺ اور آپ کے اُسوۂ حسنہ سے دور کر کے یہود و نصاریٰ کا کلچرل Cultural اور ان کی سوچ دی۔

چنانچہ برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کی یہ خشتِ اول ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی سرسید ہی کے کلیہ پر عمل پیرا ہوا اور اس نے اپنی عقل کو حکم قرار دے کر حدیث پیغمبر ﷺ کی تحقیر کی راہ اختیار کی، جب کہ اس کے مریدوں نے عقل و دانش اور صحیح فکر و نظر کے منبع و سرچشمہ رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ کی عقل و فراست

پر مرزا غلام احمد قادیانی کی عقل کو برتر قرار دینے کی ناپاک جسارت کی، معاذ اللہ۔

سر سید کی زندگی کے آخری دور میں مرزا قادیانی نے اولاً مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر انگریز کا یہ ''خود کاشتہ پودا'' ایک مدت بعد حنفی مذہب کی حدود وقیود توڑ کر انگریز حکمرانوں کے ایماء پر مدعی نبوت ہوا۔ لعنہ اللہ۔ اور اس ملعون کے خلاف برصغیر میں سب سے پہلے جس شخصیت کو قلم اٹھانے کا شرف حاصل ہوا وہ اہل حدیث کے بطلِ جلیل حضرت علامہ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ بالآخر مرزا نے انہی کو دعوتِ مباہلہ دی نتیجۃً پیکر صدق وصفا، اسلام کے وزیر دفاع، فاتح قادیان شیخ الاسلام موصوف امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں دجال قادیانی ۔لاہور۔ طاعون میں (ہیضہ میں) مبتلا ہو کر واصل بہ جہنم ہوا اور ضابطۂ نبوت (جس جگہ نبی فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے) کے خلاف لاہور کی بجائے قادیان میں دفن ہوا۔

نوٹ: شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد کم وبیش چالیس سال تک زندہ رہے، بفضل اللہ تعالیٰ۔

عبداللہ چکڑالوی اور جیراجپوری:

پھر سرسید اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مہیا کردہ اختراعات اور باطل خطوط پر ہی عبداللہ چکڑالوی نے فتنہ انکار حدیث کی بنیاد رکھی، جب کہ سرسید کی نیچریت NATURALISM سے متاثر حافظ اسلم جیرا جپوری اور اس کے روحانی فرزند پرویز (صاحب طلوع اسلام) اور دیگر جادۂ مستقیم سے بھٹکے ہوئے ان کے ہم فکر اسی کال کوٹھری کے اسیر ہوئے۔

یا للعجب ولضیعة الفکر والادب۔ مگر اس سب کچھ سے بڑھ کر حیران کن امر یہ ہے کہ اس دور کے عظیم سکالر SCHOLAR اور مفکر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے حدیث پیغمبر ﷺ کی صحت وسقم کے پرکھنے کا معیار اپنی عقل کو ہی قرار دیا ہے، انھوں نے واشگاف انداز میں حدیث اور اصول حدیث کو اپنے اس خود ساختہ ضابطے کی بھینٹ چڑھا دیا ہے، تفہیمات باب مسلک اعتدال کے مطالعہ سے یہ حقیقت خوب واضح ہو جاتی ہے۔

نیز تحریک ختم نبوت 1953ء میں سزائے موت سے رہائی پاتے ہی برکت علی محمڈن ہال لاہور میں خطاب کرتے ہوئے مولانا نے لفظ ''ظن'' کی آڑ میں حدیث اور اصولِ حدیث کو ہدف جرح بنایا

(حالانکہ یہ اصول وضوابط قرآن وسنت سے مستنبط ومستخرج ہیں)
چنانچہ یہ تقریر اور تفہیمات کا مذکورہ باب اس حقیقت کی کشافی کے لیے کافی ہے کہ سرسید کی طرح مولانا موصوف کے نزدیک صدق وکذب اور حق وباطل کا معیار عقل ہے، ذرا غور فرمایئے کیا یہ مسلک اعتدال ہے یا مسلک اعتزال؟ علی ھذا القیاس موصوف کی تصنیف لطیف ''تجدید واحیائے دین'' اور ان کی بہت سی دیگر کتب کا مواد انکارِ سنت سے بھرپور ہے۔ بالیقین احادیث وسنن خیر الوریٰ ﷺ کا استخفاف اور اُن سے اعراض کا نام ''اعتزال'' ہی موزوں ترین ہے۔
إِنَّمَا مَنْشَأُ هٰذِهِ الْأَفْكَارِ الْكَاسِدَةِ الْبَاطِلَةِ وَمَبْدَؤُهَا اَلِاعْتِزَالُ عَنِ السُّنَّةِ حَتْمًا.
وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾. القرآن.

مترجم حماسہ مولانا ذوالفقار علی حنفی دیوبندی نے خوب کہا ہے:۔

اَلْعِلْمُ مَا كَانَ فِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا
وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ وَسْوَاسُ الشَّيَاطِيْنِ

اس پر مستزاد یہ کہ موصوف مسلک اعتدال کے ساتھ مسلک ارجاء سے بھی شناسائی رکھتے ہیں اور پھر عجب العجاب یہ کہ بحر

ظلماتِ تقلید میں مستغرق ہوتے ہوئے ہر کسی کو سنانِ جارحانہ کا ہدف بنانے میں کوئی تأمل نہیں، فرامین وارشاداتِ پیغمبر ﷺ کے ساتھ ساتھ براہِ راست انوارِ رسالت سے فیض یاب ہونے والے نفوس قدسیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن، بالخصوص صدیقۂ کائنات، دامادِ رسول ﷺ ذوالنورین امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور امام راشد ہادی ومہدی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مولانا موصوف کے مسموم قلم کی کاٹ سے محفوظ نہ رہ سکے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

تقلید اور فقہ:

اَلتَّقْلِیْدُ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الغَیْرِ مِنْ غَیْرِ حُجَّۃٍ (مسلم الثبوت) یعنی غیر نبی کی بات پر بلا دلیل عمل کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دین میں تحریف اور بدعت کے سات اسباب ذکر کیے ہیں جن میں ایک موذی مرض تقلید ہے اور بلا شبہ تقلید لفظ اتنا ردی اور ناکارہ ہے اور کیسا بے نور لفظ ہے جو قرآن وسنت کے مقدس اوراق میں نوع بشر کے لیے کہیں مستعمل نہیں ہوا اور البتہ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ صرف اور صرف ائمہ اربعہ کی تقلید

سے عالم اسلام مختلف فرقوں کی نذر ہو چکا ہے اور باہمی آویزش ومنافرت، مشاجرات واختلافات کی کبھی نہ ختم ہونے والی لاتناہی خلیج حائل ہو چکی ہے اور مقلدین احناف اصحاب الحدیث کے بارہ میں ہمیشہ دلی کدورت رکھتے ہیں، خصوصاً دیو بند سے وابستہ حنفی دوست حدیث اور اہل حدیث سے ''مخلصانہ'' بغض وعناد رکھتے میں سب سے سبقت لے گئے ہیں۔

یہ مسلّم حقیقت ہے کہ اغیار کا یار اور حدیث پیغمبر ﷺ سے ضد اور مخاصمت رکھنے والا کبھی اہل حدیث کا دوست نہیں ہو سکتا اور یہ بھی تو بدیہی سی بات ہے جو حدیث کا دوست نہیں وہ نبی ﷺ کا دوست نہیں اور جو نبی ﷺ کا دوست نہیں وہ اہل حدیث کا دوست کیونکر ہو گا۔

پس تقلیدی شب کوری (اندھراتا) کے مریض کے لیے قرآن وسنت کی نورانی لمعات تک رسائی ناممکنات میں سے ہے، الّا یہ کہ وہ تائب ہو کر راہِ سنت کو اپنا لے۔

تو چہ دانی عصر ما باما چہ کرد
از جمال مصطفٰی بیگانہ کرد

حدیث پیغمبر ﷺ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

صد حیف ہے ان مقلدین کے لیے جو ایک طرف تو یوں کہتے ہیں ”لَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ عَلٰی مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ“ لیکن انھیں اپنے مقتدا پیشوا کی کوئی بھی وہ بات ناگوار گزرتی ہے جو حدیث پیغمبر ﷺ کی تائید میں ہو، آیئے ملاحظہ فرمایئے:

اِذَا قُلْتُ قَوْلًا کِتَابُ اللّٰهِ یُخَالِفُهٗ فَاتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِکِتَابِ اللّٰهِ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ خَبَرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخَالِفُهٗ قَالَ: اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ قَوْلُ الصَّحَابَةِ یُخَالِفُهٗ قَالَ: اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِقَوْلِ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

جب میری بات قرآنِ حکیم کے خلاف ہوتو اسے چھوڑ دوتو پوچھا گیا جب آپ کی بات حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہو تو؟ آپ نے فرمایا: میری بات کو چھوڑ دو تو پھر آپ سے کہا گیا اگر آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہو تو؟ آپ نے فرمایا: میری بات کوترک کردو۔

(روضة العلماء)

فقہ حنفی پر فتویٰ دینا:

فقہ حنفیہ کی ہر وہ بات جس پر قرآن وسنت کی دلیل نہ ہو اس پر فتویٰ دینا حرام ہے، حضرۃ الامام کا ارشاد گرامی ہے:

حَرَامٌ عَلٰی مَنْ لَّمْ يَعْرِفْ دَلِيْلِيْ اَنْ يُّفْتِيَ بِكَلَامِيْ.

یعنی جسے میری بات کا قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ملے اس کے لیے میری کلام پر فتویٰ دینا حرام ہے۔

امام موصوف کے اس فرمان سے اس حقیقت کی غایت درجہ کشافی ہو رہی ہے کہ دلیل وحجت صرف اور صرف قرآن وسنت ہے اور پھر قرآنِ حکیم کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا﴾.

اور ہم نے تمھاری طرف واضح روشنی اتاری ہے۔

﴿وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا﴾.

اور لیکن ہم نے اس کو روشن بنایا ہے۔

اور اسی مضمون کی دیگر آیات بتلا رہی ہیں کہ قرآن اور بیانِ قرآن ایسا نور ہے جس سے کائنات روشن ومنور ہے اور لوگوں کی ہدایت کا باعث ہے۔

لِلّٰہ در القائل: ؎

وَمَا النُّوْرُ اِلَّا فِی الْحَدِیْثِ وَاَھْلِہٖ
اِذَا مَا دَجَی اللَّیْلُ الْبَہِیْمُ وَاَظْلَمَا

اور پھر امام موصوف نے اغیار کی آراء واقوال کے سہارے فرقہ واریت کے مسموم جراثیم سے معرض وجود میں آنے والے غلط نظریات وباطل عقائد پر خط نسخ پھیرتے ہوئے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ اصل دین کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ ہے۔

اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے اور طائفہ منصورہ اصحاب الحدیث قیامت تک کے لیے اسی مسلک پر ہوں گے۔

پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تہتر (۷۳) فرقوں میں سے ملت واحدہ ناجیہ کے بارہ میں یہی فیصلہ صادر فرمایا ہے پس یہی لوگ بامراد اور فائز المرام ہوں گے: "وَلَا اِسْمَ لَھُمْ اِلَّا اِسْمٌ وَاحِدٌ وَھُوَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ" الخ (غنیۃ الطالبین) اور ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں: "وَھُمُ الْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ فَحَفِظَ اللّٰہُ الدِّیْنَ بِھِمْ" یعنی اہل حدیث ہی فرقہ ناجیہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے انھی لوگوں کو حفاظت دین کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ ؎

عَلَيْكَ بِأَصْحَابِ الْحَدِيْثِ فَإِنَّهُمْ
خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ مَحْفِلِ
لَقَدْ شَرَقَتْ شَمْسُ الْهُدٰى فِيْ وُجُوْهِهِمْ
وَقَدْرُهُمْ فِي النَّاسِ لَازَالَ يَعْتَلِيْ

برادرانِ اسلام! ذرا غور فرمائیں جن لوگوں کے ماحول کو ماہِ تمام رخِ زیبا (سید الانبیاء ﷺ) روشن ومنور کر رہا ہو بلکہ اس سے بھی آگے جن لوگوں کے قلوب وصدور اور اذہان وافکار کو ﴿كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ﴾ کے بمصداق آفتاب رسالت ﷺ سراجِ منیر کی لمعات وشعائیں صیقل کر رہی ہوں انھیں بے جان اور جھوٹے ٹمٹاتے چراغوں سے کیا نسبت؟

گو شمع میارید دریں بزم کہ امشب
در مجلس ما ماہِ رُخِ دوست تمام است

علمِ فقہ کی تعریف اور اقسام:

هُوَ الْعِلْمُ بِالْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ مِنْ اَدِلَّتِهَا التَّفْصِيْلِيَّةِ.

توضیح: یعنی جو مسائل واحکام قرآن وسنت سے مستنبط ومستخرج

ہوں انھیں جاننے کا نام علم فقہ ہے، اصول فقہ کی چوٹی کی کتاب ''توضیح تلویح'' کی اس وضاحت وتبیین سے صاف پتہ چلتا ہے کہ احکام ومسائل شرعیہ میں اصل ماخذ قرآن وحدیث ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی دو اقسام ذکر کی ہیں: ① وہ فقہ جو قرآن وسنت سے مستنبط ہو۔ ② دوسری وہ فقہ ہے جو فقہاء متأخرین نے فقہائے متقدمین کے اقوال کو اصل قرار دے کر ان سے مسائل کا استخراج کیا۔ اس دوسری قسم کے مستخرج مسائل کا مجموعہ فقہ ثانی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

جب کہ فقہ کی پہلی قسم ہی ان کے اور جملہ محدثین کے نزدیک حجت شرعیہ ہے، پس معلوم ہوا کہ دین میں اصل اور دلیل وحجت صرف قرآن وسنت ہے، تو بلاریب دین اور علوم دینیہ کا منبع اور سرچشمہ یہی دو امر ہیں۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم انھیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور

الحدیث (مؤطا مالك)　　　　اس کے رسول ﷺ کی سنت۔

سوال: امام ابو حنفیہ کے حوالہ سے جو فقہ حنفیہ موجود ہے کیا یہ تمام فقہ امام صاحب سے سنداً درست ہے؟ اور آپ کے شاگرد اس فقہ کے اکثر حصہ سے اختلاف رکھتے ہیں، اور کیا رسول اکرم ﷺ کا پاکیزہ اور مقدس ترین زمانہ اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے امام موصوف تک کا زمانہ فقہ سے خالی تھا؟ اور کیا ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ کے بمصداق رسول اللہ ﷺ پر دین مکمل نہیں ہوا؟ یقیناً مکمل ہوا تو یہ خیر القرون کم از کم ایک صدی تک اس کے آگے تین صدیوں تک کا زمانہ بغیر فقہ اور بغیر تشریح وتفسیر کے یوں ہی گزر گیا؟ اور فقہ کا یہ خلا پر نہ ہو سکا؟

اور یہی فقہ دین کی تفسیر وتعبیر ہے؟ اور کیا کتاب مقدس کی توضیح وتبیین کا فریضہ خود ساختہ امام کو تفویض ہوا؟

عزیزانِ من! مذکورہ سوالات کا حال صرف ایک ہی ہے کہ اپنی آنکھوں سے تقلیدی سیاہ پٹیاں اتار کر محمد اکرم ﷺ کی گردِ راہ کا کاجل اپنی آنکھوں کی زینت بنائیں تو بلا شک طرق سبل خیر کے نورانی دریچے وا ہوں گے، قلب ونظر کو جلا ملے گی۔

سیلابِ　رنگ　ونور　طلوع　سحر　میں　ہے

تابندہ کہکشاں تیری گردِ سفر میں ہے

اور پھر ﴿فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِي الدِّيۡنِ﴾ الآیۃ (القرآن) اور "مَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيۡرًا يُّفَقِّهۡهُ فِي الدِّيۡنِ" (الحدیث) تجھے یہ فقہ محمدی اور خیر القرون میں نظر آنے لگے گی، تقلیدی جہالت وضلالت کے اندھیاروں سے نکل کر علم وآگہی اور شعور کی منزل حاصل ہو گی، رحمت عالم ﷺ کے سایۂ رحمت اور نور سنت سے فلاح آخرت کے مژدہ ہائے جان فزا سے مستفید ہو گا اور تیری دنیا بھی اچھی ہو گی اور تو آداب جہاں بانی اور سلیقہ ہائے جہاں داری کا امین ہو گا۔

در جہاں شمعِ حیات افروختی
بندگاں را خواجگی آموختی

نور سنت سے اقتباس تیری جبیں پر ہوش وخرد کا تابندہ ستارہ ہو گا اور یہ چہرہ بصیرت وبصارت کے نور سے روشن ہو گا۔

لیلی بوجہك مُشرق
وظلامه في الناس ساری
الناس في سدف الظلام
ونحن في ضوء النہار

تقلید علم نہیں اور مقلد عالم نہیں:

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَجۡمَعَ النَّاسُ عَلٰی اَنَّ الۡمُقَلِّدَ لَیۡسَ مَعۡدُوۡدًا مِّنۡ اَهۡلِ الۡعِلۡمِ. (کذا فی اعلام)

یعنی لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقلد اہل علم میں شمار نہیں ہوتا۔

اس بات کو مزید تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اِنَّ التَّقۡلِیۡدَ لَیۡسَ بِعِلۡمٍ وَّاِنَّ الۡمُقَلِّدَ لَا یُطۡلَقُ عَلَیۡهِ لَفۡظُ الۡعَالِمِ.

یعنی تقلید علم نہیں اور مقلد پر لفظ عالم کا اطلاق نہیں ہوتا۔

تقلید اور مناطقہ:

منطقیوں نے بھی تقلید کو جہل مرکب سے نیچے درجہ دیا ہے، ملاحظہ فرمائی سلّم العلوم تصورات کی شرح ملا حسن:

اِنَّ اَقۡوٰی مَرَاتِبِ الۡاِنۡکِشَافِ الۡیَقِیۡنُ ثُمَّ الۡجَهۡلُ الۡمُرَکَّبُ ثُمَّ التَّقۡلِیۡدُ.

علم کے مراتب میں سے سب سے اعلیٰ اور قوی درجہ علم الیقین ہے، پھر جہل مرکب اور پھر اس سے بھی کم درجہ تقلید کو حاصل ہے۔

اور پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں:

اَلتَّقْلِيْدُ جَازِمٌ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ رَاسِخًا.

یعنی تقلید جازم ہے اگرچہ اس میں رسوخ نہیں۔

قرآنِ حکیم کا مطالعہ فرمایئے، یہ علم و عرفان کا نور اور مرکز اصول وضوابط ہے۔

کج قلبی اور رسوخ فی العلم:

معزز و باشرف کتاب قرآنِ عزیز سے یہ ثابت ہوتا ہے جہاں رسوخ نہیں وہاں ٹیڑھ اور کجی ہوتی ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي

یعنی اے میرے حبیب علیہ السلام اللہ رب العزت نے آپ پر کتاب (قرآنِ حکیم) نازل کی ہے جس میں آیات محکمات اور کچھ متشابہات ہیں جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ فتنہ کے متلاشی اور متشابہات کے درپے ہوتے ہیں حالانکہ اس کی تاویل وتفسیر صرف اللہ تا ہے اور

الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا﴾. الآیۃ (القرآن)	ایمان والے (رسوخ فی العلم کی بنا پر) صرف اتنا کہہ دینے پر اکتفا کرتے ہیں﴿اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا﴾ اور فراست مومن کا مقتضا بھی یہی ہے۔

آمدم برسر مطلب:

اس آیت کریمہ میں دو فریق کی نشان دہی کی گئی ہے: ① وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے رسوخ فی العلم نہیں، یقیناً وہ ''جزم'' سے عاری متشابہات میں الجھتے فتنوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔

کج دلہائے در کج فسونہائے
کج پائے در کج چوکفش میرود

② لیکن ایمان دار لوگ راسخ فی العلم ہوتے ہیں اور ان کی بات میں جزم وحزم نمایاں ہوتا ہے جب کہ وہ اٰمنا کہہ کر ہر قسم کی رشد وبھلائی کے مستوجب قرار پاتے ہیں۔

فیاحسرۃ علی المقلدین:

مقلد چونکہ دلائل وبراہین سے بے تعلق ہوتا ہے تو بلاریب دینی فکر معدوم ہو جاتی ہے بنابریں اپنے بے نور مذہب کی تائید ونصرت

میں قرآن وحدیث میں تحریف وتاویل کرتے ہوئے ذرا ملولِ خاطر نہیں ہوتا بلکہ اس خسران وبطلان میں زندگی کی پوری توانائیاں صرف کر دیتا ہے۔

خاک بدھن مئوِل: کرخی لکھتا ہے:

كُلُّ اٰيَةٍ وَّحَدِيْثٍ يُخَالِفُ مَا عَلَيْهِ اَصْحَابُنَا فَهُوَ مُئَوَّلٌ اَوْ مَنْسُوْخٌ.

یعنی ہر وہ آیت یا حدیث جو ہمارے بزرگوں کے اقوال وفتاویٰ کے خلاف ہے ہم اسے بتاویل رد کر دیں گے یا منسوخ قرار دیں گے۔

تفو برتو اے چرخ گردان تفو۔

کیا یہ قرآن وسنت اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے بغاوت نہیں؟ اور پھر کتنا تفاوت وتباین ہے کہ اہل ایمان اور راسخ فی العلم اٰمنا کہتے ہیں اور اربابِ دلہائے کج فتنہ برپا کرنے کے لیے تأویلات کے تتبع میں الجھے رہتے ہیں۔

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روئید ودر بوم خاک وخس

ہماری دعوت:

ظلمت کدۂ تقلید کی بے برکت فضائیں تیرا مقصود حیات نہیں، اس مجہول اور نامسعود امر سے مکمل کنارہ کشی اختیار کیجیے اور قرآن وسنت سے اختلاف ومخاصمت کی روش ترک کرتے ہوئے محمدی دانشگا میں تشریف لائیے یہاں علم کے فوارے اور آبشاریں ہیں اس پر بہار، عطر بیز اور مشک بار فضاؤں میں خوابیدہ دل ودماغ بیدار ہوں گے روح کو تازگی ملے گی، ایمان بڑھے گا، مقام رضا جنت کا وارث ہوگا جہنم سے دور ہوگا، ذلك الفوز العظيم۔

دین النبی محمد اخبار

نعم المطیة للفتی آثار

لاتخدع عن الحدیث واهله

فالرأی لیل والحدیث نهار

وصلی الله علی حبیبه خیر الخلق محمد وآله وصحبه وبارك وسلم.

حافظ محمد اسماعیل اسد بن محمد ابراہیم

حافظ آباد

وما النور الا فی الحدیث واھلہ
اذا ما دجی اللیل البھیم واظلما

ابو محمد ھبة اللہ الشیرازی
(ماخوذ از مقدمہ تحفة الاحوذی)

ترجمہ: جب دنیا کفر وضلالت سے اندھیر نگری بن چکی ہو تو
اُس وقت نورِ ایمان صرف حدیث پیغمبر ﷺ اور اہل حدیث میں ہوگا

ودع عنک آراء الرجال وقولھم
فقول رسول اللہ ازکی واشرح

ابن ابی داود سجستانی

ترجمہ: لوگوں کی آراء اور اُن کے اقوال ترک کر دے، جبکہ
امام الھدیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان سب سے زیادہ
پاکیزہ، بدرجہ اتم واضح اور شرح صدر کا موجب ہے۔

کتبہ رشید قمر لاہور

Designed By Hafiz M A Faisal S/o Abdul Rasheed Qamar Khatat Lahore Tel. 724...

حضرت مولانا حافظ **محمد اسمٰعیل آسد** حافظ آبادی کی تالیف

سورۃ فاتحہ ہی نماز ہے

بفضل اللہ تعالیٰ نہایت مختصر، مدلّل، جامع اور رہنما تحریر ہے۔ کتاب کے آغاز میں درج تقریظات اور تبصروں میں سے کچھ جملے ملاحظہ فرمائیں۔

"اگر اس رسالہ کو تعصب اور ضد سے بالاتر ہو کر پڑھا جائے تو ایک حق کے متلاشی شخص کو شمع راہِ ہدایت کا کام دے گا۔ انشاء اللہ............الخ"

شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا **محمد صدیق** صاحبؒ مفتی اعظم سرگودھا

"یہ کتاب دریا بہ حباب اندر کا مصداق ہے"

شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا **محمد عطاء اللہ حنیف** صاحب
تغمدہ اللہ برحمۃ واسعۃ بھوجیانی شارح نسائی شریف لاہور

"فی الواقع یہ رسالہ براہین و دلائل کا ایک مواج دریا ہے جو تقلیدی تنکوں کو بہا کر لے گیا ہے............الخ"

عظیم سکالر علامہ مولانا حکیم **محمد صادق** صاحبؒ مصنف کتب کثیرہ سیالکوٹ

نیز اس کتاب میں قرائۃ فاتحہ خلف الامام کی حقانیت پر
مقلدین احناف کے کبار علماء کی فیصلہ کن تحریریں

ملنے کا پتہ **مکتبہ اصحاب الحدیث**
حافظ پلازہ، پہلی منزل، دوکان نمبر 12، مچھلی منڈی، لاہور۔ فون: 0301-4227379